الذین یاکلون الربوا لا یقومون الا کما یقوم الذی یتخبطه الشیطن من المس

ترجمہ جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ قیامت کے دن اس طرح کھڑے ہوں گے جیسا
کسی کو شیطان چھو کر خبطی کر دیتا ہے وہ کھڑا ہوتا ہے

کشف الغمہ

در رد

"امہات الامہ"

ڈپٹی نذیر احمد شمس العلماء ایل ایل ڈی نے "امہات الامہ" مین خدا۔ رسولؐ
صحابہؓ۔ اہل بیتؓ۔ قرآن۔ اسلام کو سخت سب و شتم کیا ہے۔ اسکا جواب
مولوی عبد الغنی صاحب نے نہایت متانت سے دیا ہے

بمطبع رنگین پریس واقع دہلی باہتمام امین خان زمان اللہ چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

آجکل شہر دہلی میں ڈپٹی نذیر احمد صاحب شمس العلما ایل ایل ڈی کی ایک کتاب پر جو انہوں نے حال میں تصنیف وطبع کرکے شائع کی ہے۔ بہت کچھ ناراضی پھیل رہی ہے۔ اور اس سے عموماً وخصوصاً ہر طبقہ کے مسلمانوں کو سخت صدمہ پہنچا ہے۔ ڈپٹی صاحب نے یہ کتاب کسی عیسائی کے جواب میں لکھی ہے جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر ازواج مطہرات کی بابت بہت ہی بیہودہ پیرائے میں سفیہانہ حملے کیے ہیں۔ لیکن مدت ہوئی۔ مسلمانوں نے اُسکے متعدد جواب بھی طبع کر دیے۔ ازانجملہ ایک جواب جسکا نام "التسکین" ہے۔ مفسر تفسیر حقانی نے بھی لکھا ہے جو کانپور میں طبع ہو چکا۔ اور ایک سیّد نے بھی لکھا تھا جو ناتمام رہ گیا۔ مگر ڈپٹی صاحب سے جیتے ہوئے اب جاگے۔ اور تمام عمر میں یہ پہلا کام آپنے کیا کہ مخالفین اسلام کے جواب میں قلم اُٹھایا۔ اور اپنے جواب کا نام "**اُمّہات الاُمّہ**" رکھا۔ اپنے نزدیک تو بڑا عمدہ اور حمایت دین اسلام کا کام کیا ہی مگر اسمیں اُس بیہودہ عیسائی سے بھی زیادہ اسلام کو۔ قرآن پاک کو۔ خدائے تعالیٰ کو۔ رسول پاک کو اور اُنکے اہل بیت اطہار کو۔ صحابۂ جاں نثار کو بہت دل کھولکر صلواتیں سنائیں کہ کوئی مخالف بھی اتنی نہیں سنائیگا۔ اور لطف یہ کہ بازاری اور ہازاریوں میں بھی ادنے درجہ کے بازاریوں کی زبان میں اُن بزرگوں پر لب کشائی کی ہے۔ اور یہ بھی سمجھ میں نہیں آتا کہ اسکا موضوع بحث کیا ہی عیسائی کے جواب کا تو اسمیں نام بھی نہیں۔ پھر اسلام کی تائید۔ وہ بھی نہیں۔ بلکہ تکذیب۔ پھر کسی فریق کی اعانت وہ بھی نہیں۔ سُنّی اور شیعہ دونوں کے خلاف۔ بلکہ دلخراش ؞

اور یہ بھی ظاہر ہے کہ کسی بڑے مقتدر یا بڑے رتبہ کے شخص کو اگر بازاری لب ولہجہ سے مخاطب کیا جائے تو کسقدر گستاخی کا مجرم قرار پاتا ہے۔ مثلاً کسی بادشاہ یا حاکم یا بزرگ دینی سے یوں کہا جائے کہ "ابے

یہاں آ اور کل تو کیا کہتا تھا" یا کسی رفیع الشان آدمی کی زوجہ محترمہ کو "جورو یا لگائی" کہے تو کیسا معیوب تصور کیا جائے گا ۔

ڈپٹی صاحب نے ابتدائی عمر میں معمولی تعلیم پاتے ہی نوکری کی۔ اور عمر کا اکثر حصہ اسی میں صرف کر دیا۔ اور کچھ لکھا بھی تو بغرض تجارت یہی "اُردو کے افسانے"۔ پھر پنشن پاکر جب دہلی آئے تو تجارت کی غرض سے ایک آدھ نیم ملاں کی مدد سے پہلے اردو تراجم قرآن مجید کو الٹ پلٹ کر ایک نیا ترجمہ کیا جس میں اپنی کم علمی اور بے قیدی کے سبب بہت ہی ٹھوکریں کھائیں۔ اور اسمیں بھی بازاری زبان استعمال کی ہے۔ افسوس عمر کا جام لبریز ہونے کو آیا قوائے جسمانی نے جواب دیدیا۔ ایسے وقت میں سخت سی سخت دنیا پرست بھی خدا کی طرف رجوع کرتا ہے مگر ڈپٹی صاحب اب بھی نماز روزہ حج زکوۃ کیطرف مائل نہیں۔ خدا نے بہت کچھ دے رکھا ہے خرچ بھی بیحد کفایت شعاری سے کرتے ہیں پھر بھی بے دھڑک سود کھاتے ہیں۔ جو حرام قطعی ہے۔ قلم اور زبان سے سخت گوئی میں بھی کمی نہیں کرتے

اب ہم آپکے اعتقاد و ادب کے نمونے دکھاتے ہیں۔ اور اس سے غرض یہ ہے کہ شاید ڈپٹی صاحب مطلع ہو کر تائب ہو جائیں اور اس کتاب کو جلا کر اس سے برات مشہور کر دیں۔ دوسرے یہ کہ مسلمان دھوکا نہ کھائیں اور مخالفین اسلام اس کتاب سے سند نہ پکڑیں۔ ورنہ ہمکو جناب سے نہ کوئی ذاتی عداوت ہے نہ رنج۔ خدا اسپر گواہ ہے وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا۔ مقصد سے پہلے ہم چند مقدمات بیان کرتے ہیں ۔

پہلا مقدمہ

یہ بات تمام مسلمانوں اور اسلام کے ہر فریق میں مسلّم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم المرسلین اور افضل المرسلین اور نبی معصوم ہیں۔ قرآن مجید کی آیات اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ جمہور صحابہؓ و اہل بیتؑ کا اسپر اتفاق ہے۔ اس عقیدہ کا مخالف ہرگز مسلمان نہیں۔ گو وہ اپنے آپ کو مسلمان کہے اور مسلمانوں کے گھر پیدا ہی کیوں نہوا ہو ۔

دوسرا مقدمہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے روئے زمین پر بت پرستی کی گھنگور گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں۔ اگر کچھ ٹمٹماتی ہوئی روشنی کی جھلک معلوم بھی ہوتی تھی تو یہودی اور اس سے کم بعض عیسائی فرقوں میں نمودار تھی۔ مگر بہت ہی دھندلی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم میں توحید کا آفتاب چمکایا۔ اور بالخصوص عرب کی تو اور بھی سخت تر حالت خراب تھی۔ ہر قسم کی بدکاری۔ شراب خوری۔ قزاقی۔ اوہام پرستی

کے علاوہ تھی حضور اقدس نے نہ صرف اُن وحشیوں کو انسان کامل ہی بنایا بلکہ اُنکو اور لوگوں کی ہدایت کے لیئے روشن چراغ بنادیا۔ کسی کے دماغ میں روحانی علوم ٹھونس دینا اور بات ہے مگر اُن کو اُن علوم پر زندہ کر کے اور قوموں کے لیئے استاد بنادینا بہت ہی اہم کام ہے۔ اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ایسا بڑا معجزہ ہے جسکا کوئی مخالف بھی انکار نہیں کر سکتا۔ صحابہؓ اور اہل بیتؑ آپکے فیض صحبت سے نبوت کا پورا پورا نمونہ بن گئے تھے وہ جہاں کہیں گئے۔ اپنے روحانی جذبات سے ہزاروں لاکھوں گمراہوں بدبختوں سیاہ باطنوں کو منور اور انسان کامل بناتے گئے۔ اس لیئے ایک صدی تمام ہونے سے پہلے اقصی العرب سے لیکر منتہی چین تک اسلام کا پھریرا لہرانے لگا۔ جسکو مخالف تلوار کا اثر بتاتا ہے۔ صحابہؓ سر سبز سلطنتوں کے مالک اور قیصر و کسریٰ کے خزائن پر قابض ہو کر بھی وہی نیک چلن۔ زندہ دل۔ خدا پرست۔ متواضع۔ صادق حنیف۔ عادل رہے۔ انہیں شاہی بلکہ شاہنشاہی کے بعد بھی وہی ترک دنیا۔ زہد۔ شب بیداری کے انوار چمکتے ہوئے نظر آتے تھے۔ ان میں وہی خدا پرستی۔ شب بیداری چمکتی تھی جو اُنکو اُن کے مرشد کامل حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوئی تھی۔ انکی دینی سرگرمیاں۔ جان بازیاں جو انہوں نے اپنے ہادی کے سامنے کی تھیں۔ قرآن میں ممدوح بنانے کا سبب ہوئیں۔ قرآن مجید میں جابجا انکے محامد مذکور ہیں۔ نمونہ کے طور پر چند آیات نقل کیجاتی ہیں ۔

اہل بیت کی نسبت آیا ہے لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔ کہ خدا تمہاری اخلاقی و روحانی ناپاکی دور کر کے اے اہل بیت تم کو خوب پاک و صاف کرنا چاہتا ہے ۔

امہات المؤمنین کی نسبت ارشاد ہے یا نساء النبی لستن کاحد من النساء کہ اے نبی کی بیبیو تم اور عورتوں جیسی معمولی عورتیں نہیں ہو ۔

مہاجرین اور انصار کی شان میں آیا ہے السابقون الاولون من المہاجرین والانصار والذین اتبعوھم ... رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ۔ کہ سابقین اولین مہاجرین اور انصار سے اللہ راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے

والزمھم کلمۃ التقوی وکانوا احق بھا۔ خدا نے اُنپر پرہیزگاری کی بات کو لازم کر دیا اور وہ اسکے مستحق بھی تھے۔ رحماء بینھم۔ آپس میں وہ ایک دوسرے پر مہربان ہیں۔ سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود۔ اُنکے چہروں پر سجدوں کے نشان اُنکی علامات ہیں ۔

کہیں اُن کو صادقون فرمایا ہے کہ وہ راستباز نکلے۔ اور احادیث صحیحہ جو اُن کے حق میں وارد ہیں اور خاص

صحابہ رضؓ واہل بیت کے لیئے جو جو بشارتیں دی گئیں ہیں وہ بیشمار ہیں۔ اسلیئے تمام علمار اسلام کا اتفاق ہو گیا ہے کہ الصحابۃ عدول یعنی صحابہؓ عادل یعنی نیکو کار تھے ✤

یہ بھی یاد رہے کہ اگر ایک بات کو ایک ایک راوی روایت کرے تو اُسکو خبر غریب کہتے ہیں۔ اور جو دو دو روایت کریں تو اُسکو عزیز اور جو تین تین یا اس سے زیادہ متواتر کے درجہ سے کم لوگ روایت کریں تو اِسکو حدیث یا خبر مشہور کہتے ہیں۔ اور یہ سب احاد کہلاتی ہیں۔ اِنسے صرف ظن کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے نہ یقین کا۔ اور جو ہر ہر طبقہ میں بے شمار راوی ہوں۔ جنکا جھوٹ پر اجتماع عقلاً ممنوع ہو تو اُسکو متواتر کہتے ہیں۔ یہ مفید یقین ہے قرآن مجید حرف بحرف خبر متواتر سے منقول ہے ✤

پھر جس روایت کا سلسلہ ہی نہو یا سلسلہ ہو اور اُسمیں ضعیف اور گمنام اور متہم لوگ ہوں جیسا کہ کتب تواریخ۔ تو اس روایت سے ظن کا مرتبہ بھی حاصل نہیں ہوتا۔ ایسی روایات نہ قرآن کا معارضہ کر سکتی ہیں نہ اُن پہلی قسموں کا ✤

پھر جب صحابہ رضؓ واہل بیتؓ کے مناقب و محامد قرآن و احادیث صحیحہ میں موجود ہیں تو اُنکے مقابلہ میں ضعیف روایتوں اور کتب تواریخ سے کہ جنکے محرف ہونے کا بھی احتمال ہے اُنکے باہمی معاملات میں اُنپر طعن کرنا صریح جہالت ہی۔ صحابہؓ واہل بیتؓ کے بارے میں جو کچھ اُنکے معاملات کی بابت بُرائی کی باتیں ایسی روایات سے بعض لوگوں نے نقل کی ہیں اُنکا اعتبار نہیں وہ دراصل اعدائے دین کی روایات ہیں جو اسلام کے پردے میں اُنھوں نے بزرگان دین پر طعن کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض صحبت میں قدح کرنیکو مشہور کی ہیں وہ پھینک دینے کے قابل ہیں ✤

پہلا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اثر عموماً عرب پر ایسا ہوا کہ جسکا مخالف بھی انکار نہیں کر سکتا تو پھر کیا اُنکے ہمنشینوں۔ جان نثاروں۔ آپکی ازواج مطہرات واولاد طیبات پر نہو گا؟ بلکہ وہ آپکے اثر کے اعلیٰ نمونے تھے۔ اکابر صحابہ وازواج مطہرات واولاد طیبات پر طعن کرنا دراصل جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور اثر پر طعن ہے۔ ایسے تیرہ باطن بہت سے گزرے ہیں کہ جنھوں نے اُن بزرگوں کی جناب میں گستاخیاں کی ہیں۔ کسی نابکار نے یہ شعر تصنیف کرکے مولانا روم رح کے سر تھوپ دیا ہے ؎ چون صحابہ حُبّ دنیا داشتند ✤ مصطفےٰ را بے کفن بگذاشتند ✤ ایسے خبیث دنیا میں بھی رسوا ہوئے ہیں۔ اور آخرت میں تو اُن پر عذاب شدید ہے ہی ✤

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان اور آنکی محبت کا تقاضا یہی ہے کہ اُن کے یاران جاں نثار وآل اطہار سے محبت اور اُنکا ادب ملحوظ رکھے۔ اور اُنکو تعظیم وتکریم سے یاد کرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض انہیں کے ذریعہ سے ہم تک پہنچا ہے۔ اگر وہ بُرے تھے تو پھر کَون بھلا ہو سکتا ہے

تیسرا مقدمہ

دنیا میں ایسا بھی ہوتا آیا ہے کہ کچھ لوگ راہ راست سے بھٹک جاتے ہیں اور وہ اُس راہ راست میں کجی پیدا کرنے کو کار خیر سمجھتے ہیں۔ مگر بعض تو ابتدا ہی میں مسلمان تھے۔ اُنکے ابتدائی اسلام سے لوگ دھوکا کھا جاتے ہیں۔ اور کچھ فریب میں لانیکے لیئے اسلام میں داخل ہو کر ایسی ایسی کاریگریاں کرتے ہیں کہ جن سے اور لوگ ٹھوکر کھا جاتے ہیں۔ خصوصاً آزادی کے زمانہ میں جبکہ اسلام کا کوئی سر پرست حاکم نہیں ہوتا اور اپنے مزاج میں دہریت اور ہوا پرستی بھی ہوتی ہے اسپر جہل کا دیو بھی سوار ہوتا ہے تو وہ نہ قرآن مجید کے صریح احکام کی کچھ پروا کرتا ہے نہ احادیث رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف التفات کرتا ہے نہ ابتدائی مسلمانوں اور خالص ایمانداروں کے طریقے اور قول وفتوے وفیصلہ کو خطرہ میں لاتا ہے۔ نہ سلف صالحین ائمہ دین کے اقوال کو کچھ سمجھتا ہے۔ وہ شتر بے مہار اپنی پندار کا بندہ اندھا بھینسا ہوتا ہے جادھر چاہا سینگ مار دیا۔ وہ رطب ویابس جو کچھ پاتا ہے اسلام کے اصول کے مقابلہ میں لا موجود کرتا ہے اور لطف یہ کہ ان کا اعتقاد بھی کچھ ایسا ہی خراب ہو جاتا ہے کہ اُنکو نہ مرنے کے بعد حشر کا عقیدہ ہوتا ہے نہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول برحق جانتے ہیں پھر صحابہؓ واہل بیتؓ تو اُنکے نزدیک معمولی آدمیوں سے بھی کم ہوتے ہیں۔ پھر ایسے لوگوں کو تو یہی مناسب ہے کہ اس برائے نام اسلام سے بھی بالکل آزاد ہو جائیں خس کم جہاں پاک ✤

مؤلف امہات الامہ کی شیریں اور شریفانہ گفتار بزرگان دین کی جناب میں

قولہ (تمام امہات الامہ میں) پیغمبر صاحب

یہ اکثر غیر مذاہب کا محاورہ ہے۔ ڈپٹی صاحب کمیٹی کے ممبر صاحب۔ لالہ صاحب میں اور اسمیں فرق کیا ہے کچھ بھی نہیں!

قولہ (صفحہ ۲۰) پیغمبر صاحب ۱۳ برس دشمنوں کے نرغے میں چھاتی پر مونگ دلوایا کیئے الخ

کیا کہنے ہیں۔ اگر کسی بادشاہ کی نسبت ایسے بازاری محاورے بولو تو قدر معلوم ہو!

قولہ (صفحہ ۲۴) ہمکو امہات المؤمنین کے لحاظ سے بھی پیغمبر صاحب کے نکاحوں پر نظر کرنی چاہیے کہ کہیں یہاں پانی تو نہ مرتا ہو الخ

شریفانہ بول چال کے علاوہ آپ کو حضور اقدس نبی معصوم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ کی نسبت پانی مرنے کا بھی احتمال ہے۔ معاذ اللہ۔ مسلمان ہو اور اسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عصمت میں شبہ بھی ہو!

قولہ (صفحہ ۴۷) خدیجہ زندہ ہوتیں تو پیغمبر صاحب پر انکی خدمات کا دباؤ ایسا تھا کہ تکثیر ازدواج کی نوبت نہ آتی۔ اور بفرض محال آتی بھی تو انکے آگے ایک عائشہ نہیں دس عائشہ کی دال نہ گلتی الخ

سبحان اللہ کیا گفتگو ہے اور کس کی جناب میں! مگر یہ فرمایئے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کسی حق معاملہ میں کسیکا دباؤ پڑتا تھا تو وما ینطق عن الھویٰ کیا تھا؟ خدا جانے آپکو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کیا عداوت ہے کہ جن کی دال کو خواہ مخواہ کچا رکھنا چاہتے ہیں۔ دال گلنا ایسے مقام پر استعمال کیا جاتا ہے کہ جہاں کوئی اپنا کام زور سے برخلاف دوسرے کی مرضی کے نکالنا چاہے۔

قولہ (صفحہ ۶۸) آخر پیغمبر صاحب نے مجبور ہوکر

مسلمانوں کی دوسری کھیپ نجاشی کی طرف روانہ کی۔ اور پچھلی کھیپ ملاکر اب نجاشی کے یہاں عورتوں اور بچوں کے علاوہ بیاسی مسلمان جمع ہو گئے۔

آپ مہاجرین اولین کو کھیپ سے تعبیر کرتے ہیں حالانکہ گدھوں کی کھیپ۔ بیلوں کی کھیپ۔ چھکڑوں کی کھیپ ہوا کرتی ہے۔ شرفاء قریش اور وہ بھی اول ایمان لانے والے۔ انکو کھیپ سے تعبیر کرنا؟

قولہ (صفحہ ۹۹) اودھر فاطمہ ایک سیر کی تھیں کہ مرتے مرگئیں اور اپنی آن نہ چھوڑی تو عائشہ سوا سیر کی۔ کہ فاطمہ جوان مرگ مرگئی۔ علی کا گھمنڈ فاطمہ کے مرنے سے کرکرا ہو گیا الخ

توبہ توبہ۔ ان بزرگوں کو کس ارذل پیرایہ سے ذکر کر رہے ہیں۔ یہ "سیر سوا سیر اور گھمنڈ اور کرکرا اور مرگئی آن نہ چھوڑی"۔ اگر کھاری باولی کے پلہ داروں کا محاورہ نہیں تو اور کیا۔ اب ناظرین غور کر سکتے ہیں کہ حضرت فاطمہ زہرا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما اور حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ جو اسلامی روایات سے قطعی جنتی تھے وہ ایسے ضدی اور ہٹیلے اور حضرت کے نزدیک وہ کمیٹی کے ممبر کے برابر بھی نہیں۔ انکو تو صاحب کے لفظ سے یاد کیا جاتا ہے۔ اور انکے لیے یہ بھی ندارد۔ اس سے بڑھکر ایسی برگزیدہ بیبیوں کی نسبت کہ جن کی قرآن اور احادیث مدح کرتے ہیں اور کیا گالیاں ہو سکتی ہیں۔ قرآن میں ہے لیذھب عنکم الرجس اهل البیت ویطھرکم تطھیرا کہ اے اہل بیت نبی کے گھر والو خدا تمہاری ناپاکی دور کرنا اور تم کو پاک صاف کرنا چاہتا ہے۔ بیوی اور بیٹی سے زیادہ اور کون اہل بیت اگر اللہ ہو سکتا ہے۔ تریاہٹ اور تریا چرتر سے زیادہ اخلاق و عادات میں کیا ناپاکی ہو سکتی ہے۔ حدیث

قولہ (صفحہ ۹۹) ہمارے ملک میں عورتوں کا ایک طبعی خاصہ تریاہٹ اور تریا چرتر بھی مانا گیا ہے تو وہی بات ہم فاطمہ اور عائشہ میں بھی پاتے ہیں الخ

میں آیا ہے کہ سیدۃ نساء اهل الجنة فاطمة۔ کہ سب بہشت کی عورتوں کی سردار فاطمہ ہیں۔ رضی اللہ عنہا۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ کی نسبت فرمایا کہ عائشہ کی فضیلت سب عورتوں پر ایسی ہے جیسا کہ ثرید کی تمام کھانوں پر۔ اور یہ بھی کہ دنیا اور آخرت میں میری بیوی ہیں۔ اور صدہا احادیث انکے فضائل میں وارد ہیں۔ تریا چرتر کے لفظ کا استعمال ایسی عورتوں پر ہوا کرتا ہے؟ معمولی آدمی کی بیوی۔ بیٹی کو بھی اگر اس لفظ سے مخاطب کیا جائے تو خون خرابہ ہو جائے۔

قولہ (صفحہ ۱۰۰) پیغمبر صاحب نے عائشہ کے مطلق چرتر کی طرف اشارہ کیا۔ زلیخا کا چرتر تو قرآن سے معلوم کر سکتے ہو۔ عائشہ کا چرتر یہ تہا کہ وہ دل سے تو باپ کی امامت چاہتی تہیں اور اسوقت ظاہر میں تو باپ کو ناقابل امامت بتایا مگر بات ایسی کہی جس سے ظاہر ہو کہ ابو بکر سے بڑھکر پیغمبر صاحب کا کوئی ہوا خواہ نہیں اس کے یہ معنی کہ ابو بکر سے بڑھکر کسی کو امامت اور خلافت کا استحقاق نہیں۔ اسکو ہم چرتر کہتے ہیں اور پیغمبر صاحب نے عائشہ کو زلیخا سے تشبیہہ دی الخ

ناظم بریں فہم! جب تمہیں قرآن واحادیث سمجھنے کا مادہ ہی نہیں تہا تو تمہیں کتاب لکھنے کو کس نے کہا تہا؟ روپیہ کے لالچ اور تجارت کی ہوس نے! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رض کے نہ مطلق چرتر کی طرف اشارہ کیا نہ مقید چرتر کی طرف۔ حضرت عائشہ صدیقہ رض نے جو اپنے باپ کے امام ہونے سے عذر کیا اسکی وجہ وہ خود ارشاد فرماتی ہیں کہ میرا دل نہیں چاہتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانشینی کا نام بھی سنوں۔ اور خاص اپنے باپ کی نسبت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مفارقت کے خیال سے لوگوں میں ناگوار ہونے کا خیال تھا

اسمیں چرتر کی کون سی بات تھی۔ تمام صحابہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زیادہ ہوا خواہ سمجھے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ کو ہرگز زلیخا سے تشبیہہ نہیں دی بلکہ اَنتنّ جمع کا صیغہ فرمایا۔

زلیخا کا قرآن میں ذکر تک بھی نہیں۔ نہ خود قرآن نے زوجہ عزیز مصر کی مکاری بتائی ہے بلکہ عزیز مصر کا قول نقل کیا ہے۔ قال انه من کیدکن ان کیدکن عظیم۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ازواج مطہرات یا حاضرین عورتوں کو انکن لصواحب یوسف فرمایا۔ تشبیہہ ہے اور تشبیہہ میں یہ کوئی ضرورت نہیں کہ مشبہ بہ کی تمام باتیں ہوں۔ کھیر کو سفیدی میں بگلہ سے تشبیہہ د[illegible] سے کسی خوش فہم نے یہ بھی سمجھ لیا کہ کھیر بھی بگلے کی گردن کی طرح ٹیڑھی ہے جب تو اندھے نے کھانیسے انکار کیا تھا۔

چونکہ حضرت ابو بکر رض کو امامت کے لیے ارشاد ہوا اب عائشہ صدیقہ رض نے انکی رقت قلبی کا خیال کر کے یا اَور خیال سے جیسا کہ اوپر گزرا بجائے انکے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو امامت کے لیے کہا تھا یہ بات ارشاد نبوی کے خلاف تھی اسپر آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کا ناخوش ہو کر غلط کاری میں یوسف والیاں فرما دینا ایک معمولی بات ہے۔

زلیخا کو مکارہ اور چرتر باز بتانا پھر اس مجمع میں سے خاص حضرت عائشہ صدیقہ رض کو مشبہ بہ سمجھکر چرتر بازنی کا خطاب دینا ایک صریح بدفہمی اور تنکے کا پہاڑ بناکر دکھانا ہے جو سوء عقیدت ہے +

قولہ (صفحہ ۹۴) نسل پیغمبر صاحب سے بھی اتنی فروگزاشت ہوئی کہ انہوں نے رزق مقسوم پر قناعت نہ کرکے گوشۂ عافیت سے پاؤں باہر نکالے اور خواہ مخواہ دعوائے خلافت کر دیا الخ

ان کا حال کیا تھا کہ انمیں سے جب کسی کے پاس ہزار پانسو آدمیوں کی جمعیت فراہم ہوئی لگا سلطنت کے خواب دیکھنے الخ

خلیفۂ وقت پر خروج کرکے ساتھیوں کو ناحق مروا دیا اور آخرکار خود بھی لڑائی میں مارا گیا یا پکڑا آیا یا قید کیا گیا۔ یا زہر دیکر مارا گیا الخ

اسلام کے حق میں یہ بھی اچھا ہی ہوا کہ پیغمبر صاحب کی اولاد ذکور ان کے بعد زندہ نہ رہی۔ ایک بیٹی زندہ رہیں تو انکی نسل کی بدولت اسلام میں یہ تفرقہ پڑا کہ مسلمان سنی شیعہ دو فریق ہو گئے۔ ان میں ہمیشہ جوتیوں میں دال بٹتی رہی بیٹا زندہ رہتا تو شاید پسر نوحؑ ثابت ہوتا انه ليس من اهلك انه عمل غير صالح +

نسل پاک حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں اول تو اس مؤدبانہ گفتگو کو ملاحظہ فرمایا جائے۔ پھر آپکے فیصلہ کے مطابق حضرت امام حسن اور امام حسین امام زید وغیرہ رضی اللہ عنہم قتل ہوئے جرم میں سزائیں پائیں۔ شہید نہ تھے۔ اور انہوں نے جو حاکم وقت کا مقابلہ کیا یہ ان کا خروج تھا حالانکہ وہ اشد معصیت ہے جسکی سزا قتل وغیرہ ہے اور حاکم وقت خلیفہ برحق تھا یعنی یزید خلیفہ برحق تھا امام حسن حسین رضی اللہ عنہم اپنے جرم بغاوت کی پاداش میں مارے گئے اور انکے ہمراہیوں کا بھی یہی انجام ہوا شہادت کیسی۔ یہ عقیدہ کسی اہل ایمان کا نہیں نہ ایسا کوئی مسلمان انکی جناب میں گستاخ و بیباک گزرا ہے۔ ہاں یزیدیوں کا کچھ کہنا نہیں یہ کہنا کہ بیٹی کی اولاد نے اسلام میں تفرقہ ڈالا تاریخ و واقعات کے خلاف اور شرمناک جہالت ہے تفرقہ خود لوگوں نے کیا۔ اسمیں انکی کیا خطا۔ نسل میں جیسے جیسے باخدا بزرگ گزرے ہیں۔ جنکے انفاس قدسیہ سے روحانی برکات کا وقتاً فوقتاً غیر لوگوں پر بھی اثر پڑا۔ اور جوق جوق لوگ ایمان لاتے گئے اور جو جو

انھوں نے اسلام کی خدمات کی ہیں اہل سیرت سے مخفی نہیں۔ دلائل النبوۃ و شواہد النبوۃ کو ملاحظہ فرمایا جاوے۔ حالانکہ صفحہ ۲۵ میں خود ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شرافت نسبی بیان کرتے ہوئے یہ کہہ آئے ہیں " نباتات اور حیوانات میں بھی اصالت کا اثر دیکھا گیا ہے ع گندم از گندم بروید جو ز جو " الخ + ہم نے پیغمبر صاحب کے نسب نامہ کو لیا جس سے ضرور یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ایسے شریف خاندان کا آدمی عادتاً ممکن نہیں کہ کسیطرح بدوضعی سے اپنے بزرگوں کے نام کو بٹہ لگائے "

مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو شریفوں سے شریف اور بڑے عالی خاندان تھے پھر انکی نسل اور فرزند نااہل ثابت ہوں حیطۂ امکان سے باہر ہے +

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ کہنا کہ اگر کوئی نرینہ اولاد ہوتی تو نوح کے نااہل اور بدکار ناہنجار بیٹے جیسے ہوتی۔ کیا آپکو الہام ہوا ہے؟ اگر کوئی نرینہ اولاد زندہ رہتی تو سوائے درجۂ نبوت کے جملہ کمالات انسانیہ کا مجمع ہوتی۔ اکثر ناپاک اور بداصل لوگوں کی اولاد ناہنجار ہوتی آئی ہے جو بزرگوں اور بزرگزادوں کی پگڑی پر ہاتھ ڈالا کرتے ہیں + حضرات حسنین علیہما السلام کی بابت ابھی تو آپکا یہ فتوےٰ تھا مگر اسی مضمون کے شروع میں آپ یہ بھی لکھ آئے ہیں **قولہ (صفحہ ۹۴)** "ہم یہ تو

دیکھتے ہیں کہ ایک شخص قوم کو کسی طرح کا فایدہ پہنچاتا ہے تو لوگ اُسکی نسلوں تک کا احسان مانتے الخ (مگر آپ) ایک پیغمبر صاحب تھے کہ بھگڑوں لٹیروں کو بادشاہ (یہ خلفاء رضہ کی نسبت ارشاد ہے) بدمعاشوں کو بھلا مانس (یہ جملہ صحابہ رضہ کی خدمت کیجا رہی ہے) بُت پرستونکو خدا پرست نالائقوں کو لائق وحشیونکو مہذب جانوروں کو انسان بناگئے۔ انکے تمام احسانات کا بدلہ انہیں کی امت نے (نہ سب نے بلکہ بنی امیہ وغیرہ نے اور اب آپنے) اُنکے نواسوں نواسیوں بہو بیٹیونکو جو دیا اور جیسا دیا اُسکا رونا آج تک اسلامی دنیا میں رویا جاتا ہے اور قیامت تک رویا جائیگا" منہ ہے یا بھاڑ +

قولہ (صفحہ ۹۷) دو عورتوں کی آپس کی ضد نے کیا طول پکڑا ہے کہ ڈیڑھ ہزار برس ہونے کو آئے یہ جھگڑا طے نہوا اور اب خدا ہی کے ہاں چلکر طے ہوگا۔ مزا یہ ہے کہ جن میں جھگڑا تھا مدتیں ہوئیں مرکھپ گئیں۔ مرنیکے ساتھ اُنکی جزا یا سزا شروع ہوگئی ہوگی الخ

ہم ہیں کہ مقدمہ کا پیچھا نہیں چھوڑتے الخ

اول تو حضرت عائشہ صدیقہ رضہ اور حضرت فاطمہ زہرا رضہ میں جھگڑا ہی کیا تھا۔ کچھ بھی نہیں۔ اور جو کچھ دنیاوی معاملات میں ماں بیٹیوں بھائی بھائیوں میں شکر رنجیاں ہوجایا کرتی ہیں تو وہ مقدمے بن جاتے ہیں؟ جن پر آخرت میں سزا کا حکم لگادیا گیا! ہاں آپ جیسے لوگوں نے کھینچ تان کر ذرا ذرا باتوں کو جھگڑا اور مقدمہ بنادیا +

مگر آپ کو قرآن مجید اور احادیث صحیحہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کیمیا اثر اور قرابت اور خدمت کا کچھ بھی خیال نہ آیا۔

آپکے نزدیک قرآن نے جو کچھ اُنکی خوبیاں بیان

فرمائی ہیں اور جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محامد ارشاد فرمائے ہیں۔ سب شیخی اور جھوٹ ہیں نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات میں کوئی اثر تھا۔ اور آپ ہی یہ کہہ چکے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدمعاشوں، بُت پرستوں کو نیک بنادیا۔ مگر ان میں آپ کا کوئی اثر نہوا۔ یہ معمولی عورتوں کی طرح بلکہ اُن سے بھی بدتر ہیں کیونکہ آپکے کہنے کے مطابق ان میں کھانے پینے روٹی کپڑے خرچ پات سلوک مدارات کا جھگڑا نہ تھا بلکہ خیالی برتری کا۔ پھر ایسی عورتیں جنہیں خیالی برتری پر اسقدر جھگڑا ہوا اور اُن میں تریا چرتر بھی ہو اور ضدیت کی کوئی انتہا بھی نہو۔ نہ انہیں قرآن کی ہدایات پر نظر ہو جسنے عموماً مسلمانوں کو برادرانہ محبت اور صلہ رحمی کا حکم دیا۔ اور بغض و کینہ حسد و ضد کو سخت الفاظ میں منع فرمایا اور نہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی پروا ہو کہ تین دن سے زیادہ کسی ملال کے باعث کسی مسلمان کو روا نہیں کہ اپنے بھائی کو چھوڑے اور اسکی طرف سے رنج و کینہ رکھے۔ پھر ان سے تو یہ معمولی بیویاں ہی ہزار درجہ بڑھکر ٹھیریں کہ وعظ و نصیحت سن کر اُسپر عمل تو کرلیتی ہیں۔ اور یہ ارشاد بھی غلط ٹھیرا رحماء بینھم بلکہ برعکس اسکے اعداء بینھم تھے۔ اگر آپ کا یہی ایمان اور یہی اسلام ہے تو خدا اور کسی کلمہ گو کو نصیب نہ کرے آپ ہی

مؤلف امہات الامہ کا خلفاے راشدین رض کی بابت اعتقاد اور ادب

قولہ (صفحہ ۹۲) مگر جن کے دلمیں تمنائے خلافت چٹکیاں لے رہی تھی انہوں نے دھینگا مشتی سے منصوبہ ہی کو چٹکیوں میں اڑا دیا۔ الخ

کیا کہنے ہیں۔ صحابہ کبار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلیم یافتہ پھر وہ کہ جن کی نسبت ہادیین مہدیین کا ارشاد۔ اور ان میں دھینگا مشتی۔ کیا کسی اکھاڑے کے پہلوان تھے۔ پھر غیر مہذب اور بیہودہ اور لالچی بھی ایسے کہ جن کو اپنے ہادی برحق کی علالت کا بھی کچھ رنج نہو اور اس طمع میں منہ کھولے امیدوں کے انتظار میں بیٹھے ہوں کہ کب حضور اقدس روحی فداہ دنیا سے جائیں اور کب ہم خلیفہ بن کر بیٹھیں۔ اور ہادی برحق بھی وہ کہ جن کے لیئے اوّل دین چھوڑا اوّل آزادانہ زندگی کے لذات و شہوات چھوڑے گھر اور وطن پر لات ماری دشمنوں کے نرغہ میں بے سر و سامان جماعت کیساتھ تلواروں کی دھار کے آگے آموجود ہوے واہی تباہی بیہودہ راویوں کی ترّہات سے قطع نظر کرکے واقعات پر نظر ڈالنے سے بھی یہ ساری کہانی یاروں کی گھڑنت معلوم ہوتی ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت انتقال تک وہ کون سے ملک اور کون سے زرخیز علاقے قبضہ میں تھے کہ جنکو لیکر عیش کرتے اسوقت تک تو خونخوار عربوں ہی میں اسلام پھیلا تھا نجد اور بنو تمیم کے جنگجو قبائل کسکو خطرہ

میں لانیوالے تھے پھر خلیفہ کو چند دراہم کے سوا جو وہ بھی اسکے ضروری خرچ کیواسطے دیئے جاتے تھے بیت المال کے ایک پیسہ پر بھی اختیار نہ تھا۔ بغیر مشورے کوئی کام نہ کر سکتے تھے خلافت کیا مصیبت کا سر پر لینا تھا۔ پھر خلافت بھی وہ جو لوگوں کے انتخاب پر موقوف ہو جسکو کوئی خلیفہ اپنی اولاد کیلیے بھی موروثی حق نہ بنا سکا۔ اسکے لیے تمنا دلمیں چٹکیاں لے؟ (محال ہے) اگر لکھنے کو ملاء آئے تھے تو حضرت عمر رض جنکی خاندانی قوت بمقابلہ انصار و بنی ہاشم و بنی امیہ لاشے محض تھی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت عمر رض کو اس بات کا یقین کیونکر ہو گیا تھا کہ میں ہی خلیفہ ہونگا۔ اور میرے سامنے ہی حضرت ابوبکر رض دنیا سے گزر جائینگے۔ ان کا میں ہی جانشین ہوں گا۔ بات یہ ہے کہ ایران کے چند منچلے جب بظاہر اسلام میں آئے حضرت عمر رض کی عداوت انکی سلطنت برباد ہو جانیسے انکے دلمیں تھی حضرت علی رض کی طرفداری اور محبت کی آڑ میں انہوں نے ایسے افسانے روایات کے ذریعہ سے گھڑنے شروع کر دیئے کہ جسسے حضرت پیغمبر علیہ السلام پر دہا (؟) کا الزام لگے حضرت علی رض پر نامردی کا حضرت فاطمہ رض پر طمع کا اور حضرت عائشہ رض پر ضد و عداوت کا صحابہ رض پر باہمی رشک و رقابت کا۔ ان کا مطلب تو اسلام کی توہین تھی۔ بعض نافہم مسلمان سمجھے نہیں ان خبیث راویوں کو جھوٹا کہنا تو ایمان اور خوش اعتقادی کے خلاف تھا۔ پر اسلام اور آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام

صحابۂ کرام و اہل بیت عظام پر الزام لگے تو لگا کرے۔ قرآن اور صحیح احادیث اور واقعات کے خلاف ہو تو ہوا کرے ؛

یہ ہیں وہ روایات کہ جن پر ایمان لا کر آج چودہ سو برس کے بعد ڈپٹی صاحب بھی ان بزرگوں کی نسبت زباں درازی کرنے لگے۔ جو کچھ ہو ہوا کرے محقق اور مصنف کہلانے کے تو امیدوار بن بیٹھے ؛

اسلام کے یہی دو شخص بڑے بزرگوار سب سے اول ایمان لانے والے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت و تلقین کے اعلےٰ نمونے۔ جملہ اولیائے کرام قطب و ابدالین کے یہی دو بزرگ قبلہ و کعبہ پھر ان میں کدورت؟ عجب! عجب!! انہیں کے تعلیم یافتہ کسی بزرگ نے فرمایا ہے ؎

آئین ماست سینہ چو آئینہ داشتن
کفر است در طریقت ما کینہ داشتن

یہ بات بھی شکندر جو لگر نین اور یجید کی جنگ[۱] سے کچھ کم نہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رض کا نکاح حضور

قولہ (صفحہ ۸۸) ابو بکر اور علی ان دونوں میں نہفتہ رقابت تھی۔ ان دونوں میں دلی کدورت کے آغاز کا پتا لگانا تو مشکل ہے غالباً وہ عائشہ کے نکاح سے شروع ہوا الخ

[۱] مشہور ہے کہ شاہ جہاں بادشاہ کو فقرا سے بڑی عقیدت تھی کوئی معمر جاہل فقیر ہی کان کھول بیٹھا دارا شکوہ بڑے فقیر پرست تھے اس جعلی فقیر کے معتقد ہو گئے۔ مگر عیب پوشی کیلئے حضرت چپ شاہ بنے ہوئے تھے دارا شکوہ نے حضرت کی بادشاہ سے بیجا تعریف کر کے مشتاق زیارت کیا بادشاہ اور نواب سعد اللہ خاں اور حضرت عالمگیر رح ساتھ آئے۔ اب بادشاہ سے کچھ ہمکلامی کا سلسلہ بھی جاری ہوا تھا۔ نواب سعد اللہ خاں نے پوچھا کہ حضرت کا سن شریف؟ فرمایا اور تو کچھ یاد نہیں صرف دو چھ (جنگ) یاد ہیں ایک تو شکندر جو لگر نین اور یجید سے ہوا تھا جب چھیکر لڑکو تھا بادشاہ سنکر متعجب ہوئے سعد اللہ خاں نے پوچھا دوسری جنگ! - فرمایا دوسری جنگ انبیر تنبور (امیر تیمور) اور محمد رسول اللہ سے ہوئی تب پھیکر تنبور (تیمور) کے ساتھ تھا اور جوان تھا یہ سنکر خاندانی خیرخواہ ہونا بھی ثابت ہو جائے۔ بادشاہ سخت غصہ ہوئے کہ بدنصیب نے میرے دادا کو بھی کافر بنا دیا۔ نواب سعد اللہ خاں نے عرض کیا کہ قطع نظر کفر و ایمان کے حضرت کو تاریخ دانی میں بھی ید طولےٰ ہے ۱۲

انور ہی روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل ہجرت مکہ میں ہوا۔ اس وقت تو حضرت علی رض شیر خدا کا حضرت فاطمہ زہرا رض سے نکاح تو کیا نکاح کا اشارہ بھی نہ تھا۔ نکاح تو ہجرت کے بعد مدینہ منورہ آنے کے بعد بھی مدت کے بعد ہوا پھر کدورت کی کوئی وجہ نہیں۔ نہ اسوقت امامت و خلافت کا اشارہ تھا اسوقت تو مشکلات کا سامنا تھا اور عجب بات ہے کہ معمولی بانیانِ مذہب کے پیرؤں میں تو باہم اسقدر محبت و جان نثاری پائی جاتی ہے کہ جسکی حد و نہایت نہیں۔ مگر حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پیرؤں میں اور وہ بھی ابتدائی حالت میں کدورت اور بعد میں تو بقول جناب ڈھینگا مشتی پھر کس کس میں۔ بیوی اور بیٹی میں۔ اول مرتبہ کے خاص خاص مریدوں میں۔ جاں نثاروں میں۔ وہ بھی اس بد تہذیبی کے ساتھ کہ جو اکھاڑے کے شہدوں۔ لچوں میں بھی نہیں ہوتی۔ یہ ساری باتیں انہیں منچلوں کی تراشیدہ ہیں جن کی روایات سے شیعہ و خارجی دو فریق بن گئے۔ اب بتاؤ یہ تفرقہ اہل بیت کے بزرگوں نے پیدا کیا ہے یا ان منچلوں اور اُنکے سادہ لوح مریدوں نے؟۔

آپ نے کہیں تاریخ الخلفاء جلال الدین سیوطی میں ابن عساکر کی روایت دیکھ لی ہے صحت و سقم کا تو خدا نے مادہ ہی نہیں دیا۔ شمس العلماء سے اسکے لفظی ترجمہ میں بھی غلطی ہوئی۔ اور اپنے جوش عداوت میں جو نہ لکھنا تھا لیکن یہ قتل اور عزل جلیل القدر صحابہ رض نے تو نہیں کیا۔ گویا وہ اس سب ثواب سے محروم رہے۔ مگر کوفہ بصرہ کے چند اوباشوں نے یہ ثواب کمایا

قولہ (صفحہ ۱۰۴) بلا سے اگر کُتے پیغمبر صاحب کی بیویوں کی ٹانگیں مدینے کی گلیوں میں گھسیٹے پھریں تو کچھ پرواکی بات نہیں۔

قولہ (صفحہ ۱۱۰) لیکن اب چونکہ ہم لکھ چکے ہیں۔ اتنا کہے بدون

نہیں رہ سکتے کہ عثمان اپنی بیجا کاریوں کیوجہ سے قتل کے تو نہیں عزل کے مستوجب ضرور تھے۔

جس میں اب آپ بھی شریک ہو گئے ❊

حضرت عثمان رضؓ کی کوئی کارروائی بھی بیجا نہ تھی نہ خودسرانہ و تحکمانہ تھی جو کوئی الزام لگا سکتا ہے تو صرف اسقدر کہ اُنھوں نے بنی امیہ کے لوگوں کو کیوں نوکر رکھا مگر جب ظاہر حال اُنکا اچھا تھا تو حضرت عثمانؓ کوئی علم غیب تو رکھتے ہی نہ تھے کہ یہ حضرات ایسا کرینگے۔ جناب الا یہ خارجیوں رشیعوں کے وہی پُرانے دقیانوسی اعتراض ہیں جن کا اہلِ سنّت نے دندان شکن جواب دیا ہے مگر آپ کو خبر نہیں عجب ہی کہ اپنے مُنہ سے خود آپ ہی صفحہ ۱۵ میں انہیں عثمانؓ کی نسبت یہ بھی لکھ چکے ہیں۔ ”غرض انتخاب خلفاے ثلاثہ میں کسیطرح کی غلطی نہیں ہوئی یہانتک کہ عثمان کا انتخاب ابوبکر و عمر جیسا تو نہ تھا پر بظاہر اچھا ہی اچھا تھا

مؤلف اُمہات الامہؔ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں ادب

قولہ (صفحہ ۹۱) ہم اس بات کو دیکھتے ہیں کہ پیغمبر صاحب نے ایسی سختی سے جان دی کہ اس سے بڑھکر اور سختی کیا ہوگی الخ عائشہ کہاکرتی تہیں کہ جب سے میں نے پیغمبر صاحب کو مرتے دیکھا ہی مجکو کسی کی جانکنی پر ذرا بھی ترس نہیں آتا۔

غرض پیغمبر صاحب کا مرنا مفاجاۃ کا مرنا تو نہ تھا کہ یکایک مر گئے الخ پیغمبر صاحب نے پورے اٹھارہ دن بیمار رہکر انتقال کیا۔ پس اُن کو

اس غلط بیانی کا بھی کچھ ٹھکانا ہی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ایام میں متعدد وصیتیں فرمائیں منجملہ اُنکے ایک یہ بھی وصیت تھی کہ یہود کو جزیرۃ العرب سے نکالدینا وغیرہ۔ توبہ و استغفار کی نبی معصوم کو ضرورت کیا تھی۔ مگر اسپر بھی نظام ملت اور دیگر نصائح و تودیع و پیشخبری وغیرہ بہت کچھ کیا صحیح بخاری وغیرہ کتب حدیث دیکھیے۔ جانکنی کی بابت جو اسقدر مبالغہ کیا ہے سراسر غلط ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف بخار تھا۔ کبھی سرسام نہیں ہوا۔ اور بخار میں جو تکلیف ہوتی ہی معمولی بات ہو مگر اسپر بھی ذکر الٰہی۔ نماز و نصائح۔ انتظام ملت کا برابر سلسلہ جاری تھا اور دونوں ہاتھ اُٹھاکر دعا کرتے ہوے دنیا کو چھوڑا اَللّٰھُمَّ الرَّفِیْقَ الْاَعْلٰی کہ ایخدا سب سے بڑھکر رفیق کو مانگتا ہوں اور وہ کون ہے؟ ذات برحق۔ حضرت عائشہ صدیقہ نے یہ نہیں فرمایا۔ بلکہ یہ کہ موت کے وقت کی تکلیف کو ہم بُرا سمجھا کرتے تھے مگر جب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکلیف دیکھی ہے وہ خیال جاتا رہا معلوم ہوا کہ دنیا کو ترک کرتے وقت ابرار کو بھی تکلیف ہوتی ہے رفعت درجات کے لیے۔ کہاں

وصیت کرنے توبہ استغفار کرنیکی کافی مہلت تھی مگر اَللّٰھُمَّ الرَّفِیْقَ الْاَعْلٰی کے سوا کوئی بات اُنسے منقول نہیں الخ ہیکڑ سے ہیکڑ مجرم بھی آخر وقت اعترافِ جرم پر مجبور ہوتا ہے الخ

یہ بات اور کہاں ڈپٹی صاحب کا بیان، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سراسر اہانت ظاہر کر رہا ہے۔ نعوذ باللہ من ہذہ الھفوات والکفریات ❊

مؤلف اُمہات الامہؔ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اعتقاد

قولہ (صفحہ ۸۴) پیغمبر صاحب ۱۳ برس تک دشمنوں کے نرغہ میں چھاتی پر مونگ دلوایا کیے الخ

گیا ادب اور اعتقاد ہے۔ کیا یہ صریح اور صاف لفظوں میں گستاخی اور توہین نہیں؟ توبہ توبہ۔

قولہ (صفحہ ۲۲) ہمکو پیغمبر صاحب کے نکاحوں پر بھی نظر کرنا چاہیے۔ کہیں پانی نہ مرتا ہو۔

معاذ اللہ۔ رسول معصوم! اور عورتوں کے معاملے میں اُنھیں پانی مرتا ہو؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈپٹی صاحب رسول معصوم نہیں جانتے جیسا کہ اول سے آخر تک تمام مُسلمان جانتے ہیں۔ مسلمانوں کے مسلمہ اصول کے مطابق اب بھی ڈپٹی صاحب کے خارج از اسلام ہونے میں کوئی شبہہ رہا۔

قولہ (صفحہ ۹۱) پیغمبر صاحب نے ایسی سختی سے جان دی کہ اس سے بڑھکر اور کیا سختی ہوگی اور اٹھارہ دن بیمار رہے نہ توبہ نہ استغفار کیا نہ کوئی وصیت کی۔ ہیکڑ سے ہیکڑ مجرم بھی ایسی حالت میں اقرار جرم کرتا ہے الخ

اب ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ ڈپٹی صاحب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا سمجھ رہے ہیں۔ سخت مجرم۔ جسکو مرتے وقت بھی توبہ نصیب نہیں ہوئی۔

قولہ (صفحہ ۹۴) آنحضرت صلعم کی نسل نے دنیا میں فتنہ

فساد قائم کیا۔ آنحضرت صلعم کی نرینہ اولاد ہوتی تو نوح کے نااہل بیٹے جیسی ہوتی۔ آنحضرت کی بیٹی بیوی ضدی ان میں تریا چرتر۔ آنحضرت کے خلفاء تعسلیم یافتوں میں باہم کدورت۔ انہیں ایسی نفسانیت کہ خود مطلبی کے خیال سے آنحضرت صلعم کی وصیت کو چٹکیوں سے اڑا دیا۔ دھینگا مشتی کرنے لگے صحابہ وتابعین نے آنحضرت صلعم کی نسل سے عمدہ سلوک نہیں کیا وغیرہ وغیرہ۔

قولہ (صفحہ ۹۳ سطر ۳) اور ہم کیا مشکل میں گرفتار ہیں خود پیغمبر صاحب کو بھی مشکل درپیش ہے انہوں نے بھی خلافت کے بارے میں کبھی صاف طور پر دوٹوک بات نہ فرمائی الخ

ہاں صرف ضرورت پڑنے پر بہت بڑا ہانکنے مختلف حیثیت سے ہر ایک کے استحقاق کا اعتراف کرتے رہے

از خدا خواہیم توفیق ادب
بے ادب محروم شد از فضل رب

گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے دباؤ سے مشکل میں پڑے ہوئے تھے ایک کی خلافت کا اقرار کرتے ہیں تو دوسرا ناراض ہوتا ہے اسلیئے لوگوں سے چاپلوسی کرتے رہے اور پالیسی برتتے رہے۔ معاذ اللہ۔ خدا کا رسول کہ جسنے امر حق کے اظہار میں دنیا بھر کے مصائب اٹھائے دشمنوں کی تلواروں تلے بھی اظہار حق سے نہ چوکے **قال اللہ تعالیٰ**

بلغ ما انزل الیک من ربک فان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس۔ جو کچھ آپ کو حکم دیا گیا ہو اسکو کھول کر پہنچاؤ اگر آپنے یہ نہ کیا تو خدا کا پیغام نہ پہنچایا۔ اور لوگوں سے نہ ڈرو اللہ آپکا نگہبان ہے پھر امر حق کے اظہار سے ڈریں بھی تو کس سے۔ ان جاں نثاروں سے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکو یہ حکم دیں کہ دریا میں کود پڑو یا اپنی جان اور خانمان ٹال

مؤلف "امہات الامہ" کا اسلام اور قرآن مجید پر کیا اعتقاد ہے؟

قولہ (صفحہ ۱۰۴) اسلام کی عمارت قریب ہے کہ لڑکھڑا کر دھڑام سے گر پڑے۔ جگہ جگہ سے استرکاریاں جھڑنی شروع ہوگئیں تھیں ابوبکر ہی کا کام تھا جسنے تدبیر کی اڑواڑیں لگائیں۔

جو اسلام کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں آہنی قلعہ کی طرح مستحکم ہو چکے جیساکہ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔ کہ آج ہم نے تمہارا دین تمہارے لیئے کامل کردیا اور اپنی نعمت تمپر پوری کردی اور اسلام کو تمہارے لیئے پسندیدہ دین قائم کردیا" گو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واقعہ جانگداز ایک سخت سے سخت مصیبت مسلمانوں کے لیئے تھی۔ مگر اسلام گارے کا کچا کوٹھا نہ تھا۔ جو اس واقعہ سے گر پڑتا۔ اس بات کی طرف خدا نے پہلے ہی سے اشارہ کردیا تھا وما محمد الا رسول افائن مات او قتل انقلبتم علیٰ اعقابکم ومن ینقلب علیٰ عقبیہ فلن یضر اللہ شیئا وسیجزی اللہ الشاکرین ٥ (کہ حضرت محمد صرف رسول ہیں۔ پھر اگر وہ مرگئے یا مارے گئے تو کیا تم ایڑیوں کے بل الٹے پھر جاؤگے۔ اور جو ایڑیوں کے بل الٹا پھر جلے گا تو خدا کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکیگا۔ اور خدا شکر کرنے والوں کو جلد نیک بدلہ دیگا" اور پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی جو خطبہ پڑھکر لوگوں کو ڈھارس دلائی تھی تو آپکے نزدیک اڑواڑیں ہی لگائیں تھیں +

آپ ابھی تک اسلام کو سلطنت و شوکت سمجھے ہوئے ہیں۔ جب ہی اپنے اشعار میں ایک جگہ فرماتے ہیں ؎ مسلمانوں اگر تم میں ہے کچھ فکر رسا باقی + تو بول اٹھو کہ ہے اسلام کے مٹنے میں کیا باقی + لیکن صحیح یوں ہے ؎
نذیر احمد اگر دل میں ہے کچھ خوف خدا باقی + تو بول اٹھو کہو ایمان کے جانے میں کیا باقی

قولہ (صفحہ ۱۴) تکثیر ازدواج حد شرعی کے اندر ہو یا باہر جائز ہو یا ناجائز ہر حال میں منافی امن و عافیت ہے۔ اس سے تو ہر شخص یہی نتیجہ نکالیگا کہ تکثیر کی اجازت گو وہ مشروط اجازت ہی صرف قرآن میں لکھنے کے لیئے ہے کوئی مرد اس سے بطریق جائز مستفید ہو نہیں سکتا پس اسلام جو دین فطرت ہونیکے شیخی مارتا ہے الخ عیسوی دین ہو گیا جو مجموعۂ محالات ہے الخ

یعنی قرآن نے جو دین فطری ہونے کا دعوے کیا ہے وہ شیخی اور جھوٹا دعوے ہے۔ اور تکثیر ازدواج پر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضو تابعین وَمَن بَعدہم اِلٰی یَومِنَا ہٰذا جمہور اہل اسلام کا عمل ہے وہ سب ناجائز فعل کے مرتکب تھے اور ہیں۔ اور اسلام مجموعۂ محالات ہے۔ اسکے احکام پر عمل ممکن نہیں صرف لکھنے کی باتیں ہیں۔ جیساکہ عیسائی مذہب کا یہ مسئلہ کہ "جو تیرے دائیں کلّہ پر طمانچہ مارے تو اسکی طرف بایاں بھی پھیر دے" مگر یہ نہیں بتایا کہ محال عقلی ہے یا عادی۔ اور محال اور مشکل میں بھی کوئی فرق ہے یا نہیں۔ اور لطف یہ ہے کہ خود ہی اس محال کو ممکن بتاتے ہیں کیا بدحواسی طاری ہے اُس عیسائی کے لیئے کہ جسکے جواب میں کتاب لکھنے بیٹھے ہیں۔ جناب کا یہی قول آپ کی تمام کتاب کے ردّ کے لیئے کافی ہے کیونکہ اُسکا اعتراض تو تکثیر ازدواج رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر تہا اسکو آپنے بھی مان لیا۔ دونوں کا ایک مطلب

قولہ (صفحہ ۸) حق تو یہ ہے کہ عملاً اسلامی فیصلہ سے کوئی فریق بھی دل سے راضی نہیں نہ عورتیں نہ مرد۔ فیصلہ قرآن کی وہ آیتیں ہیں جو ترجمہ کرکے لکھی جاتی ہیں۔

کوئی سچا مسلمان مرد خواہ عورت خدا تعالی کے فیصلہ سے ناراض نہیں اور کیونکر ناراض ہو سکتے ہیں۔ قرآن مجید میں خدا تعالیٰ نے فرمادیا ہے

فلا وربك لا يؤمنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم ثم لا يجدوا في انفسهم حرجا مما قضيت و يسلموا تسليما ٥

کہ "قسم ہے آپ کے رب کی یعنی اپنی قسم ہے یہ لوگ جبتک کہ آپکے فیصلے سے راضی نہو جائیں گے۔ اور دلوں میں ناراضی بھی نہ پاویں اُس وقت تک مومن نہو نگے" مقتضائے ایمان یہی ٹہیرا کہ خدا اور رسول کے فیصلے سے راضی رہیں پھر کوئی مسلمان ناراض رہ سکتا ہے؟ مگر جناب والا

کی غرض تو قرآن مجید کے فیصلے پر اعتراض کرنا ہے کہ ایسا نکما فیصلہ ہے کہ جس سے فریقین میں سے کوئی بھی خوش نہیں ❊

جناب والا کی کتاب کیا ہے مجذوب کی بڑ ہے۔ روایات میں اسقدر تعارض ہے کہ ٹھکانا نہیں۔ کبھی ایک بات کو ثابت کرتے ہیں تو آگے چلکر اُسکی نفی کر دیتے ہیں اور کبھی نفی کرتے ہیں تو پھر خود ہی اثبات کرتے ہیں کسی کی کبھی بیحد مدح ہے تو پھر اُسی صفحہ میں بیحد قدح بھی ہے۔ اور خدا و رسول۔ اور قرآن۔ اور اہل بیت اور صحابہ اور بزرگان دین کی جناب میں تو وہ گستاخیاں۔ پھکڑ بازیاں کی ہیں کہ الٰہی توبہ ❊

ہمنے چند عبارتیں نقل کرکے مسلمانوں کو متنبہ کیا ہے۔ آگے کوئی مانے یا نہ مانے ❊

اگر ڈپٹی صاحب کتاب کو تلف کرکے ایک توبہ نامہ شائع کردیں تو اُنکے لیئے دین میں بھی بھلا اور دنیا میں بھی بہت ہی بہتر ہو ورنہ وہ جانیں اور اُن کا کام۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ ❊

ڈپٹی نذیر احمد صاحب

کا اندرونی ذخیرہ مرتے وقت یہ نکلا۔ بداعتقادی آزادی ۔ بے قیدی جب انسان کی روح کو تاریک کردیتی ہے تو اُسکے دلمیں نہ کسی بزرگ کا احترام باقی رہتا ہے نہ کسی روحانی پیشوا کی تعظیم۔ وہ اُنکے پاک اور روشن واقعات کو بھی اپنی اُس سیاہ عینک سے سیلہ اور مکدر دیکھتا ہے اُسکے روبرو حیات چندروزہ ہی بڑی چیز ہوتی ہے۔ اُسکے اسباب فراہم کرنے میں مست و مغرور رہتا ہے۔ کیا آریہ وغیرہ نے کچھ کم توہین دینی بزرگوں کی کی ہے۔ پھر وہ کیا کسر باقی رہ گئی تھی جو ڈپٹی صاحب نے پوری کی۔ ہم اسپر بھی اُنکے لیئے دعا کرتے ہیں کہ خدا ہدایت دے توبہ نصیب کرے۔ دنیا سے ایمان ساتھ لے کر جائیں وقت اخیر ہم موت نے دروازے پر ڈیرا ڈال رکھا ہے۔ یہ کتاب "اُمہات الامہ" کے چند نمونے ان اوراق میں دکھائے ہیں ورنہ سرتاسر اسی قسم کے مضامین سے پُر ہے فقط

مطبوعہ افضل المطابع دہلی